

مولانا شہاب الدین ندوی
دار الشریعہ، مظفر گڑھ۔ ۱۲۹ھ

سورج کی موت اور قیامت

قرآن، حدیث اور سائنس کی نظر میں

(قسط نمبر ۱)

اسلامی عقائد میں توحید اور رسالت کے بعد یوم آخرت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ انہیں عقائد کے اثبات سے انسانی کردار و کیر کڑ کی درستی عمل میں آتی ہے۔ یوم آخرت یا قیامت کا عقیدہ ایک ایسا کوڑا ہتھر ہے جو انسان کو قابو میں رکھ سکتا ہے جس کے مطابق ہر انسان کو اسکے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

اسلام کی ایک پیش گوئی

اسلامی عقائد ادعائی یا دقائوسیت کی نشانی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ حد درجہ علمی و عقلی ہیں، جن کی صداقت پر نظام کائنات گواہ ہے۔ چنانچہ اسلامی عقائد اور تعلیمات کی تصدیق و تائید جدید ترین اکتشافات کے ذریعہ مسلسل ہو رہی ہے، جو اس بات کا واضح اور ناقابل تردید علمی و سائنٹفک ثبوت ہے کہ یہ پوری کائنات اسی علیم وخبیر اور لازوال ہستی کی پیدا کردہ ہے جس نے نبی آخر زماں حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ ایک بے نظیر اور معجزانہ کتاب بھیجی جو اس کائنات کے ایسے ”بھیدوں“ پر مشتمل ہے جن کو چودہ سو سال پہلے کوئی بھی انسان نہیں جانتا تھا اور ان بھیدوں میں سے ایک بھید سورج کی ”موت“ اور وقوع قیامت کا نظارہ ہے۔ چنانچہ نہ صرف قرآن عظیم میں سورج اور ستاروں کی ”طبعی“ موت کی پیش گوئی واضح انداز میں مذکور ہے بلکہ حدیث نبوی میں اسکی شرح و تفصیل بھی وارد ہوئی ہے۔ نیز صدیوں پہلے مفسروں اور روایان حدیث نے بھی اس قرآنی پیش گوئی کا صحیح صحیح مفہوم بیان کر کے اس نظریہ و عقیدے کو مزید مستحکم کر دیا ہے۔

نظام کائنات کی گواہی

چنانچہ اب چودہ سو سال بعد جدید سائنس اور اسکے اکتشافات نے ہو بہو وہی مفہوم بیان

کر کے اسلامی عقائد و تعلیمات کی صحت و صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اور یہ بڑی ہی ایمان افروز کہانی ہے جس کے ملاحظے سے اسلام کے مذکورہ بالا تینوں عقائد علم و عقل کی روشنی میں صحیح ثابت ہوتے ہیں اور الحاد و مادہ پرستی کی تردید ہوتی ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کے ملاحظے سے ثابت ہوتا ہے کہ :

۱۔ یہ کائنات کوئی الل ٹپ یا اتفاقی حادثہ نہیں ہے، بلکہ اس کا خالق اور رب بھی ہے جو اس کائنات کے تمام اسرار و سرستہ سے واقف ہے، اور یہی خدا ہے ذوالجلال ہے۔

۲۔ خالق کائنات نے چونکہ اپنی تخلیقات کے اندرونی رازوں کی نقاب کشائی کرتے ہوئے انہیں اپنی کتاب حکمت میں چودہ سو سال پہلے ہی محفوظ کر دیا ہے جن کی تصدیق و تائید اکتشافات جدیدہ کے ذریعہ ہو رہی ہے، لہذا اثبات ہوتا ہے کہ یہ کتاب (قرآن عظیم) برحق ہے اور وہ اسی ہستی کی جانب سے نازل شدہ ہے جس نے یہ رنگارنگ کائنات بنائی ہے۔ ورنہ اس قدر لازوال سچائیاں ظہور میں نہ آتیں۔

۳۔ قرآن عظیم جس ہستی پر نازل ہوا وہ خدا کے سچے رسول تھے جنہوں نے کلام الہی کو بے کم و کاست انسانوں کے سامنے پیش کیا۔ اور انہوں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی بلکہ جو کچھ بھی کہا وہ وحی الہی کی بدولت کہا۔

رونگٹنے کھڑا کر دینے والی داستان

اس اعتبار سے توحید، رسالت اور یوم آخرت کے اثبات کیساتھ ساتھ قرآن مجید کا کلام الہی ہونا بھی سائنٹفک نقطہ نظر سے ثابت ہوتا ہے۔ نیز اس بحث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ عالم رنگ و بو ایک زبردست اسکیم اور پوری منصوبہ بندی کے تحت وجود میں آئی ہے اور ایک مکمل پلان کے تحت جاری و ساری ہے۔ چنانچہ اس موقع پر سورج کی ”طبعی موت“ پر (جو وقوع قیامت کی ایک واضح علامت ہے) جدید ترین سائنسی تحقیقات کا ایک جائزہ پیش کیا جائے گا اور پھر قرآن و حدیث کے لہدی حقائق اور مفسرین و محدثین اور روایان حدیث کی تشریحات پیش کی جائیں گی، جن سے یہ حقیقت دہلور دوچار کی طرح سامنے آئے گی کہ ان سب کا تال اور سر ایک ہی ہے۔ نیز یہ

کہ قرآن اور حدیث میں سورج اور چاند ستاروں کی موت اور اختتام کائنات کے بارے میں ایسے زبردست انکشافات موجود ہیں جو روئگئے کھڑادینے والے ہیں۔

چاند اور سورج باضابطہ و بارقار

یہ کائنات سخت و اتفاق کے تحت وجود میں نہیں آئی، بلکہ اس کا ایک خالق و ناظم ہے جس نے پوری منصوبہ بندی کے ساتھ اسے وجود بخشا ہے۔ چاند سورج اور ستارے اس کائنات میں باضابطہ طور پر رواں دواں ہیں۔ اس سلسلے میں ایک سائنٹفک حقیقت یہ ہے کہ جس طرح حیوانات و نباتات پیدا ہوتے ہیں پھر جوان ہوتے ہیں اور پھر بوڑھے ہو کر مر جاتے ہیں بالکل اسی طرح چاند ستارے بھی پیدا ہوتے پھر جوان ہوتے ہیں اور پھر بوڑھے ہو کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اسکی تفصیل آگے آ رہی ہے اسی لئے قرآن حکیم میں چاند سورج اور ستاروں کی ماہیت اور انکے ضوابط میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ وسخر لكم الليل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بأمره، إن في ذلك لآيات لقوم يعقلون (نحل: ۱۲) ”اور اس نے تمہارے لئے دن رات اور چاند سورج کو رام کر دیا ہے اور ستارے بھی اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ ان مظاہر میں عقل والوں کے لئے کافی نشانیاں موجود ہیں۔“

اس سلسلے میں ایک دوسری حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ چاند اور سورج ایک مقررہ مدت یا ایک حسابی ضابطے کے تحت چکر کاٹ رہے ہیں۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔ یولج الیل فی النهار ویولج النهار فی الیل وسخر الشمس والقمر کل یجری لا جل مسمی ذلك الله ربکم له الملك (فاطر: ۱۳) ”وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں۔ اور اسی نے سورج اور چاند کو قابو میں کر رکھا ہے۔ (چنانچہ) ہر ایک ایک مقررہ مدت کے مطابق دوڑ رہا ہے۔ یہی ہے تمہارا رب اور اسی کیلئے ہے (اس کائنات کی) پوری بادشاہی۔“

اس موقع پر ”اجل مسمی“ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ لفظ ”اجل“ کے معنی مقررہ مدت کے ہیں (المدة المضروية للشمی (۱) اور ”مسمی“ کے معنی بھی مقررہ کردہ یا

اس لحاظ سے اس میں مزید تاکید پیدا ہو گئی ہے اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ مدت جو بالکل مقررہ ہو۔ اور اس مقررہ مدت کے دو مفہوم یاد و مصداق ہو سکتے ہیں: (i) چاند اور سورج دونوں ایک مقررہ حساب سے چل رہے ہیں۔ (ii) یہ دونوں ایک مقررہ مدت تک چلتے رہیں گے۔ پہلی صورت میں لفظ ”یجری“ حال کے معنی پر دلالت کرنے والا ہوگا جیسا کہ اوپر مذکور سورہ فاطر کی آیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور دوسری صورت میں وہ مستقبل کے معنی پر دلالت کرنے والا ہوگا جیسا کہ حسب ذیل آیت سے ظاہر ہوگا۔

وسخر الشمس والقمر کل یجری لا جل مسمی ، یدبر الامر یفصل الایات لعلکم بقاء۔ بکم توقنوں۔ (رعد: ۲) ”اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے (چنانچہ ان دونوں میں سے) ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا۔ وہ معاملے کی تدبیر کر رہا ہے اور اپنی نشانیوں کو کھول کر بیان کر رہا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر سکو۔“

اس موقع پر ”وقت مقررہ“ سے مراد ”یوم موعود“ ہے۔ کیونکہ اس کے بعد جو تین حقیقتیں بیان کی گئی ہیں وہ وقوع قیامت پر دلالت کر رہی ہیں: (i) وہ پورے معاملے (نظام کائنات) کی تدبیر کر رہا ہے۔ ii۔ وہ اپنی نشانیوں کو (جو وقوع قیامت سے متعلق ہیں) کھول کھول کر بیان کر رہا ہے۔ iii۔ تاکہ تم اپنا آقا سے ملنے کا یقین کر سکو۔ یعنی وقوع قیامت کی سچائی کا نظارہ پورے یقین کیساتھ کر سکو۔ چنانچہ اس موقع پر وقوع قیامت سے متعلق جن نشانیوں کے ظہور کی پیش گوئی کی گئی ہے وہ جدید ترین سائنسی تحقیقات و اکتشافات کے باعث کھل کر سامنے آ گئی ہیں۔ لہذا اب اگلی سطور میں ان پر بحث کی جائے گی۔

وقوع قیامت سائنس کی نظر میں

سائنسی نقطہ نظر سے ہمارے سورج جیسے ستارے بھی جیتے اور مرتے رہتے ہیں۔ ہماری اس کائنات میں اربوں کہکشاؤں (ستاروں کی جھرمٹ) موجود ہیں۔ ہماری کہکشاؤں میں ہمارے سورج جیسے تقریباً ایک کھرب ستارے موجود ہیں (۳)۔ کہکشاؤں اور ستاروں کی یہ تعداد محیر العقول ضرور ہے مگر یہ کوئی افسانہ نہیں ہے۔ ماہرین فلکیات جدید ترین دوربینوں کے ذریعہ لاکھوں

نوری سال کے فاصلے پر واقع کمکشاؤں کا نظارہ کر کے انکی واضح تصویریں اتار چکے ہیں۔ سورج اور دیگر ستارے ہائیڈروجن گیس کے بنے ہوئے ہیں جو ایک جلنے والی گیس ہے۔ اور سورج کے بطن میں ڈیڑھ سے دو کروڑ ڈگری درجہ حرارت پائی جاتی ہے اور اس زبردست تپش کی بدولت اسکی ہائیڈروجن گیس مسلسل جلتے ہوئے ایک عنصر ہیلیم (۴) میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے جو جلنے کے قابل نہیں ہے بلکہ اسکی حیثیت راکھ کی طرح ہے جو کسی چیز کے جلنے کے بعد باقی رہ جاتی ہے۔ سورج درحقیقت ایک چراغ کی طرح ہے، جس کا ”اینڈھن“ ہائیڈروجن گیس ہے۔ سورج کی روشنی اور اسکی حرارت اسی کے جلنے کی بدولت پیدا ہوتی ہے۔ اور جب یہ ایندھن ختم ہو جائے گا تو چراغ بھی بجھ جائے گا (۵) اب ظاہر ہے کہ اسکا سارا ایندھن ایک نہ ایک دن ضرور ختم ہو کے رہے گا۔ تب وہ بالکل سرد اور بے جان ہو کر ایک طرف لڑھک جائے گا۔ اور یہ اسکی ”موت“ ہوگی۔ سائنس کی اصطلاح میں ایسے ٹھنڈے یا مردہ ستارے کو ”سفید نا“ یا ”وہایت ڈراف“ (۶) کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے سورج درحقیقت ایک بہت بڑا ”تھرمل پلانٹ“ ہے جو انسان کی خدمت بھی کر رہا ہے اور اسے ایک آنے والے دن کی خبر بھی دے رہا ہے۔ اس سلسلے میں ایک روسی سائنس داں جارج گیگونے (جس نے بعد میں امریکہ کی شہریت اختیار کر لی تھی) ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام ہی ”سورج کی پیدائش اور موت (۷)“ ہے چنانچہ اس نے سورج کی ”طبیعیات“ پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ سورج کے اندر بہت بھاری مقدار میں ہائیڈروجن گیس موجود ہے، جو مسلسل ہیلیم میں تبدیلی ہوتی جا رہی ہے۔ بلا آخر اسکی پوری ہائیڈروجن جل جائے گی، تب اسکا تھرمنوکلیرری ایکشن بند ہو جائے گا۔ اور وہ ایک بھد ٹھنڈے جسم میں تبدیل ہو جائیگا۔

The sun has a larger percentage of hydrogen gas in its atmosphere which will be continually converted into helium. Eventually all hydrogen is going to be burnt up when the thermonuclear reaction will be ceased. It will turn into an immensely cold body (8).

اور اب یہ دینا سائنس میں ایک ”حقیقت“ بن چکی ہے۔ کیونکہ یہ چیز طبعی اور حسابی نقطہ نظر سے ایک حتمی صداقت نظر آ رہی ہے اور اس حقیقت کو ہر سائنس داں صحیح تصور کرنے پر

خود کو مجبور پارہا ہے۔ چنانچہ دنیا کے سب سے بڑے ”دائرة المعارف“ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں اس حقیقت کا اعتراف اس طرح موجود ہے۔

”سورج کے مستقبل کا ارتقاء بھی اسی طرح متوقع ہے جس طرح دوسرے عام ستاروں میں ہوتا ہے۔ آخر کار پوری ہائیڈروجن جل کر ختم ہو جائے گی۔ اور ہیلیم اور دیگر وزنی جوہروں کا نیو کلیائی تعامل شروع ہو جائیگا۔ اسکے نتیجے میں سورج کی کیمیائی ساخت بدل جائے گی اور اسکی روشنی میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس طرح وہ ایک ”سرخ دیو“ (۹) بن جائے گا۔ ارتقائی اعداد و شمار سے اندازہ ہوتا ہے کہ سورج کو اس حالت تک پہنچنے کیلئے ایک ارب سال درکار ہوں گے آخر کار جب نیو کلیائی توانائی کے سارے ذرائع ختم ہو جائیں گے تو سورج اپنی آخری ارتقائی منزل تک پہنچ کر ایک ”سفید بوائے“ بن جائے گا، یعنی ایک چھوٹے دائرے والا ستارہ۔“

The future evolution of the sun is expected to be similar to that of other normal stars. Eventually all hydrogen will be burned up and nuclear reactions involving helium and heavier atoms will take over. This will change the chemical composition of the sun; as a result, the sun will increase in luminosity and thus turn into a red giant. Computations on evolutionary models predict that in a few times 10 years the sun will reach the red giant stage. Finally, when all nuclear energy sources are used up, the sun will reach its last evolutionary stage; that is, it will become a white dwarf, star of small radius (10)

اس موقع پر یہ جو کہا گیا ہے کہ سورج کی حیات مستعار کے ابھی ایک ارب سال باقی ہیں تو یہ بات سورج کے جسم میں موجود ہائیڈروجن کی مقدار کے پیش نظر ہے کہ وہ جس رفتار سے اپنا ”ایندھن“ (ہائیڈروجن) کھوتا جا رہا ہے اس کے پیش نظر اسکے ایندھن کو ختم ہونے میں ابھی اتنا عرصہ لگے گا۔ مگر یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ سورج ایک ارب سال سے پہلے ختم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خود سائنس دانوں ہی کی تحقیقات کے مطابق ہمارے سورج جیسے بعض ستارے پر اسرار قسم کے دھماکوں سے پھٹتے رہتے ہیں۔ اس طرح پھٹنے والے ستاروں کو ”حادثہ ستارے“ (نووے)

(۱۱) کہا جاتا ہے۔ اور ہماری کمکشاں میں ہر سال اس قسم کے تیس ستارے پھٹتے رہتے ہیں۔

About thirty Nova outbursts are thought to occur each year in the Galaxy. (12)

اور یہ وہ تماشائے ربوبیت ہے جسکا آج سائنس داں اپنی طاقتور دوربینوں کے ذریعہ ”مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اور اس اعتبار سے ہمارا اپنا سورج بھی کسی دن ایک حادثہ ستارہ (نوا) بن سکتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں خود جارج گیمونے اسکا امکان ظاہر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ ہمارا سورج بھی کسی دن اچانک ایک حادثہ ستارے کا روپ دھار کر ایک لطیف گیس میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اتنی سرعت کیساتھ ہو گا کہ کسی کو بھی محسوس نہ ہو گا کہ کیا ہو رہا ہے۔ ہاں البتہ اگر کسی بعید ترین نظام شمسی کے کسی سیارے پر بیٹھے ہوئے کچھ ماہرین فلکیات اپنی دوربینوں کے ذریعہ ہمارے سورج پر نگاہ ڈالیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ ایک حادثہ ستارہ نمودار ہوا ہے۔

If, one fatal day, our sun should choose to become Nova, the earth (and all the other planets as well) would instantly be turned into a thin gas; and it all would take place so fast that nobody would ever have time to realize what happened. Only the astronomers, if there are any, on some distant planetary system of another star (13)

ایک عظیم قرآنی انکشاف

سورج کی پیدائش اور موت کی یہ پوری داستان جس کو دنیا کے سائنس نے بیسویں صدی میں دریافت کیا ہے اسکا انکشاف قرآن عظیم کے ذریعہ روز اول ہی میں ایک علمی پیش گوئی کے طور پر اس طرح کر دیا گیا تھا: اذا الشمس كورت و اذا النجوم انكدرت (ایک وقت آئیگا) جب سورج بے نور ہو جائے گا اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔ (تکویر: ۱-۲)

اس موقع پر پہلی آیت میں سورج کی ”بے نوری“ یا اسکی موت کی خبر دی گئی ہے۔ اور دوسری آیت میں کائنات کے اختتام کی پیش گوئی کی گئی ہے جسکے نتیجے میں قیامت واقع ہوگی۔ چنانچہ پہلی آیت کی حقیقت اوپر مذکور سائنسی اکتشافات کے تحت غوطی ظاہر ہو چکی ہے۔ سورج کی یہ موت ظاہر ہے کہ ہمارے پورے ”نظام شمسی“ کی موت ہوگی۔ کیونکہ جب سورج ہی نہیں رہے

گا جو روشنی، حرارت اور زندگی کا منبع ہے تو اسکے تابع سیاروں (جیسے عطارد، زہرہ، زمین، مریخ، مشتری اور زحل وغیرہ) کا وجود بھی باقی نہ رہ سکے گا۔ اس اعتبار سے مجرد سورج کا اختتام نظام شمسی میں موجود تمام مخلوقات کے لئے قیامت کا دن ہوگا۔

اور دوسری آیت کے کئی مطالب ہو سکتے ہیں: اول یہ کہ ہماری نکشاں (ملکی دے) (۱۴) کے تمام ستارے و سیارے آپس ہی میں ٹکرا کر ختم ہو جائیں گے۔ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کی باہمی جذب و کشش (گراوٹیشن) کو ختم کر کے انہیں بکھیر دے گا۔ سوم یہ کہ یہ پوری کائنات جو اریوں نکشاؤں اور کھربوں ستاروں پر مشتمل ہے (جیسا کہ اکتشافات جدیدہ کے تحت یہ بات پوری طرح متحقق ہے) وہ پوری کی پوری آپس ہی میں ٹکرا کر ختم ہو جائے گی۔ اور یہ بات موجودہ ”نظریہ عظیم دھماکہ“ (بگ بینگ تھیوری (۱۵)) کی رو سے بہت ممکن نظر آتی ہے۔ اور حسب ذیل آیت کریمہ میں غالباً اسی قسم کے نظریہ کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے: یوم نطوی السماء کطی السجل للکتاب، کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین (انبیاء ۱۰۴)

” جس دن کہ ہم آسمان کو (اس کے تمام اجرام سمیت) اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح کہ مکتوبہ اور اراق کا طومار لپیٹا جاتا ہے، جس طرح ہم نے (اس کائنات کی) تخلیق اول کی ابتداء کی تھی اسی طرح اسکا اعادہ کریں گے یہ ہمارے ذمہ ایک وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کریں گے۔“

قرآن، حدیث اور سائنس کی مطابقت

موجودہ سائنسی نظریات کی روشنی میں اس قسم کے حقائق کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہو گئی ہے۔ ورنہ قدیم نظریات کی روشنی میں اجرام سماوی کی گردش اور ان میں موجود باہم جذب و کشش کا مفہوم واضح نہیں تھا۔ لیکن تعجب ہوتا ہے کہ جدید نظریات و اکتشافات سے بے خبر ہمارے قدیم علما و مفسرین نے بھی بالکل وہی مفہوم بیان کیا ہے جو جدید اکتشافات سے مطابقت رکھنے والا ہے اور اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تازہ اکتشافات مارے لئے کوئی نئی چیز نہیں رہے، بلکہ اس قسم کے حقائق قرآن تو قرآن خود احادیث و روایات تک میں بھی بھرے ہوئے ہیں۔ اور اس قسم کے حقائق و معارف کے

رکھنے والے ہیں بلکہ جدید ترین سائنسی تحقیقات سے بھی پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔ اور اس اعتبار سے آج قرآن کیساتھ ساتھ حدیث نبوی کی صداقت اور اسکا اعجاز بھی ثابت ہو رہا ہے۔ نیز اس بحث سے روایان حدیث اور قدیم مفسرین کی صدق و سچائی پر بھی ایک نئی روشنی پڑتی ہے کہ انہوں نے تحقیقات جدیدہ سے یکسر ناواقف ہونے کے باوجود پوری ایمانداری کیساتھ وہی مفہوم ایک ”علمی امانت“ کے طور پر بیان کر دیا جو رسول اکرم ﷺ اور صحابہ و تابعین سے منقول ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں سب سے پہلی حقیقت یہ ہے کہ جس سورہ میں سورج کی بے نوری یا اسکی موت کی خبر دی گئی اسکا نام ہی ”نکویر“ رکھ دیا گیا ہے۔ یعنی سورج کی ”بساط الئنا“ یا اسکا ”بوریا“ بستر گول کرنا جو اختتام کائنات کی علامت ہے۔ اسی طرح قرآن کے آخری پارہ میں اس سلسلے کی مزید دو سورتیں موجود ہیں جو وقوع قیامت پر سائنسی نقطہ نظر سے نوع انسانی کو متنبہ کرنے والی ہیں اور وہ ہیں سورہ انفطار اور سورہ انشقاق۔ اور ان دونوں میں بھی ”ستاروں کی موت“ اور اختتام کائنات کی خبر دی گئی ہے اور اس اعتبار سے یہ تینوں سورتیں جو مختلف الفاظ و اسالیب میں ہیں، ایک ہی مضمون اور ایک ہی حقیقت کا اعلان کر رہی ہیں۔ اذا السماء انفطرت واذا الكواكب انتثرت جب آسمان پھٹ جائے گا، اور جب ستارے بکھر جائیں گے (انفطار: ۱-۲)

چنانچہ ایک حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی کو قیامت کا دن اپنی آنکھوں سے دیکھنے سے خوشی ہوتی ہو اسے چاہیے کہ وہ ”اذا الشمس كورت“ اور ”اذا السماء انفطرت“ اور ”اذا السماء انشقت“ پڑھے (۱۶)

ظاہر ہے کہ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو کائنات کے اندرونی بھیدوں سے واقف ہو۔ ورنہ مستقبل میں پیش آنے والے علمی حقائق کے پیش نظر ماضی بعید میں کوئی صحیح اصول باضابطہ بیان کرنا ممکن نہیں ہو سکتا۔ اور ضابطہ بھی کیسا؟ وہ جو قرآن کی مختلف آیات اور اسکے مختلف الفاظ کو ایک لڑی میں پرونے والا ہو! اس اعتبار سے قرآن تو قرآن خود حدیث نبوی کی بھی صحت و صداقت ثابت ہوتی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی سرچشمہ علم سے صادر شدہ ہیں ورنہ ان دونوں میں اتنی زیر دست مطابقت ہرگز نہ پائی جاتی۔ © rasailojaraid.com (جاری ہے)